ڈاکٹر طارق رمضان کے تصورِ جہاد کا جائزہ

The Analytical Study of the Concept of Jihād by Dr. Ramzan Tariq

Author: ***Dr. Asma Aziz***
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Government College Women University, Faisalabad
asmaaziz@gcwuf.edu.pk

Co-Authors: ***Kanwal Azeem***
MPhil Scholar Department of Islamic Studies, Government College Women University Faisalabad
kanwal.zee1122@gmail.com

Hina Asghar
MPhil Scholar Department of Islamic Studies, Government College Women University Faisalabad
haniafsd31@gmail.com

Abstract

Jihād is one important pillar of Islamic Teachings. A detail discussion in present in the primary resources of Islamic jurispundence i.e. the Qurʿan, Aḥādith, Ijmāʾ and Qiyās. But the term Jihād that is used for destruction and negativity by western scholars and society. Being a Muslim its our religious duty to present the true portray of islam before other world as many terms been used for islam and Muslim i.e. fundamentalists, terriost, islamophobiea etc. Dr. Tariq Ramzan wrote many books and tried to clear the image of islam for Jihād and presented the Qurʿan verses and Aḥādith for his confirmnet. This reeasrch deals with the approaches of Dr. Ramzan about the concept of Jihād in islam.

Key Words: Islam, Jihād, Qurʿan, Sunnah, Dr. Ramzan Tariq's approaches.

تعارف:

ڈاکٹر طارق رمضان کو عصر حاضر کے ممتاز دانشور اور اسلام کے مارٹن لوتھر کے نام سے جانا جاتا ہے۔ انسانیت اور اسلام کے دفاع پر ان کی گرفت نے ان کو عالم اسلام میں ایک مقناطیسی حیثیت دے رکھی ہے۔ آپ ۲۶ ستمبر ۱۹۶۲ء کو جنیوا سوئیزرلینڈ میں پیدا ہوئے۔ آپ مسلمان سکالر ڈاکٹر سعید رمضان کے بیٹے اور اخوان المسلمون کے بانی امام احسن البناء کے نواسے ہیں۔ ان کے والد مصری صدر جمال عبدالناصر کے دور میں جلاوطن کر دیئے گئے تھے جس کے بعد وہ پہلے سعودی عرب اور پھر سوئیزر لینڈ منتقل ہو گئے تھے۔ طارق رمضان نے یہاں ہی گریجویشن اور پھر فلسفہ اور فرانسیسی ادب کی تعلیم حاصل کی۔ عربی اور

مطالعہ علوم اسلامی کی تعلیمات حاصل کرنے کے لیے وہ جامعۃ الازہر چلے گئے۔"[1] آپ آکسفورڈ یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں۔ آپ نے اسلام، جہاد، سیرت رسول ﷺ سے متعلقہ مختلف موضوعات پر ۱۵ کتابیں لکھیں ہیں۔ آپ کی سب سے پہلی کتاب نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس، آپ ﷺ کے غیر مسلموں اور دوسرے مذاہب سے تعلقات کے موضوع پر لکھی جس کا نام "In the footsteps of the Prophet: Lessons from the life of Muhammad (S.A.W)" ہے۔ مغرب میں رہنے والے مسلمان اور اسلام کا مغرب میں مستقبل کے موضوع پر کتاب، " Western Muslims and the future of Islam" لکھی۔ اسی طرح "What I Believe"، "Introduction to Islam" اور "Islam the west and the challenges of modernity" آپ کی تصانیفات میں شامل ہیں۔ جن میں سے کچھ خاص موضوعات پر مبنی کتابوں کا انگریزی، فارسی اور عربی میں ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔ طارق رمضان سوئٹزر لینڈ میں "موومنٹ فار سوئس مسلمز" کے نام سے ایک تنظیم بھی چلا رہے ہیں۔ انہوں نے اسلام اور سیکولرازم کے نام سے ایک کمیشن بھی قائم کیا۔ اس طرح مختلف یونیورسٹیوں سے اسلام کا روشن پہلو واضح کرنے کے لیے وہ لیکچر زدیتے رہتے ہیں۔ ان میں یورپ اور امریکا کی یونیورسٹیاں شامل ہیں۔

ڈاکٹر طارق رمضان کے افکار کی روشنی میں جہاد اور دہشت گردی میں فرق

ڈاکٹر طارق رمضان آج کے دور کے وہ مجاہد ہیں جنہوں نے بغیر کسی تشدد کے پر امن راستہ اختیار کیا اور مغرب میں رہنے والے مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے قلم کو اپنا ہتھیار بنایا۔ جو مسلمانوں کے ذہنوں اور دلوں کو جھنجوڑنے کے لیے بہت کار آمد ثابت ہوا ان کا مقصد مسلمانوں کو علم و اخلاق اور تہذیب و ثقافت سے آراستہ کرنا ہے۔ طارق رمضان اسلاموفوبیا جیسے مسئلے کی حقیقت سے اس قدر آگاہ ہیں کہ وہ اس کی نوعیت کو دوسروں پر عیاں کرنے کے لیے دن رات کوشاں رہتے ہیں۔ اسی ضمن میں انہوں نے بہت سی کتب بھی لکھی تاکہ جہاد اور دہشت گردی کے فرق کو واضح کر سکیں اور اسلاموفوبیا کے پیچھے موجود اصل حقائق کو واضح کیا جا سکے۔ طارق رمضان بھی اسلام کے اصول جہاد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"If one believes that a human resembles angels, one need not discuss the topic of war. If on the other hand, one contends a human's bestial nature, one can imagine only war. Moreover, if one envisages a human who can be driven by both bestiality and can rich the highest degree of spirituality, the question becomes that of self - control and management of peace, as of war. It is clearly the latter concept which the Islamic sources of the Qurʿan and prophetic sayings describe" [2]

"اگر کوئی یقین رکھتا ہے کہ انسان فرشتوں سے مشابہت رکھتے ہیں تو ضرورت پیش نہیں آئے گی جنگ پر بات کرنے کی اور دوسری طرف جو انسانی فطرت درندگی مماثلہ کی ہے تو پھر صرف جنگ کا ہی تصور ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازیں اگر کوئی انسان تصور کرے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ دونوں طرف درندگی اور خون خرابہ ہو اور وہ پہنچ جائیں روحانیت و اخلاق کے اعلیٰ و ارفع مقام پر

یہ سوال بنتا ہے کہ وہ کیسے بن گئے ضبط نفس اور میدان جنگ میں امن کا انتظام کرنے والے۔ یہ ایک واضح تصور ہے اسلام کے ماخذ قرآن کا اور جو آپ ﷺ نے کہا اس کی وضاحت کرتا ہے۔''

طارق رمضان اسلام سے قبل عربوں کی جنگوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ قبل اسلام کس طرح دونوں طرف سے درندگی اور خون خرابہ ہوا کرتا تھا۔ ایک دفعہ تلوار نیام سے باہر آتی تو برسوں جنگ جاری رہتی جنگ میں ہر طرح کی اجازت تھی۔ انسان کے خون کی کوئی قیمت نہ تھی۔ پانی کی طرح بہایا جاتا۔ لیکن وہ کون سی تعلیمات تھیں جن کے ذریعے وہ مہذب بن گئے؟ روحانیت واخلاق کے اعلیٰ وارفع مقام پر کیسے پہنچ گئے؟ کیسے وہ اپنے نفس کو کنٹرول کرنے لگے اور جنگ کے دوران بھی امن کا انتظام کرنے والے بن گئے؟ تو وہ تعلیمات کوئی اور نہیں تھیں بلکہ وہ تعلیمات قرآن پاک کی اور نبی کریم ﷺ کی تعلیمات تھیں جس نے لوگوں کو روحانیت واخلاق کے اعلیٰ وارفع مقام پر فائز فرمادیا۔ لہٰذا اسلام کے اصول جہاد کا مطالعہ کرنے سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ اسلام نے جہاد کے جو قوانین اخذ کیے ہیں وہ قوانین تمام قوانین سے اعلیٰ وارفع ہیں۔ جس کی مثال اسلام سے قبل ہونے والی جنگیں اور مابعد اسلام ہونے والی جنگیں ہیں۔ یہ اسلامی قوانین ہی ہیں جنہوں نے انسانوں کو فرشتوں کی مثل بنادیا ہے اور دوران جنگ بھی امن کا انتظام فرمایا اور جنگ کے دوران بھی لوگوں کو تحفظ فراہم کیا کہ صرف ان لوگوں سے لڑو جو براہ راست تم سے لڑتے ہیں۔ جو اصول جہاد اسلام نے وضع کیے ہیں ویسے اصول کسی بھی دوسرے دین نے وضع نہیں کیے اور اسلام کے اصول جہاد باقی تمام ادیان سے زیادہ رحیمانہ اور مشفقانہ ہیں۔ جبکہ مغربی دانشوروں نے تمام دہشت گردانہ سر گرمیوں کا ناتا اسلام اور مسلم دنیا سے جوڑ دیا اور یہ ثابت کرنے پر لگ گئے کہ مسلمان ظالم اور وحشی قوم ہیں۔

طارق رمضان مدافعانہ اور معاشرتی جہاد کے قائل ہیں۔ "Jihād, Vioence, War and peace in Islam" میں انہوں نے کسی بھی جگہ یہ نہیں کہا کہ مسلمان حملہ کرتے ہیں۔ بلکہ انہوں نے یہی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مسلمان صرف اپنا دفاع کرتے ہیں۔ جب ان سے ناانصافی کی جاتی ہے ان کے حقوق کو پامال کیا جاتا ہے اور جب ان کے عزت نفس کو مجروح کیا جاتا ہے۔ تب مسلمان اپنے حقوق اور انصاف کے لیے مزاحمت کرتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں جہاد کے متعلق طارق رمضان کے دو نظریے ملتے ہیں۔

ا۔　معاشرتی جہاد

۲۔　مدافعانہ جہاد

طارق رمضان کہتے ہیں کہ میری خواہش ہے کہ دنیا میں جنگ ہو ہی نہ بلکہ تمام لوگ اپنے معاملات بات چیت اور امن وامان سے حل کریں۔ چنانچہ اپنی رائے دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"Jihād is the expression of the rejection of all injustice: It is the necessary affirmation of harmony in equity. while we might desire a non - violent struggle

removed from the horror of weapons, and year for humankind to have the maturity of soul which would allow for a less bloody management of worldly affairs, we cannot deny history, a history that shows us humans are by nature bellicose, and that was is merely one means of expression"(3)

"جہاد در حقیقت ناانصافی کو رد کرنا ہے۔ جہاد برابری اور انصاف کی تصدیق کے لیے ضروری ہے۔ اگرچہ ہماری خواہش غیر مسلح جدوجہد ہی ہے جو ہتھیاروں سے پاک ہو اور ہماری خواہش ہے کہ انسان میں اتنا بڑا پن آجائے کہ وہ دنیاوی معاملات کو بغیر خون خرابے کے چلا سکے اور حل کر سکے۔ ہم تاریخ کا انکار نہیں کر سکتے۔ ایک ایسی تاریخ جو ہمیں بتاتی ہے کہ انسان فطری جھگڑالو ہے اور جنگ محض اس کا اظہار ہے۔"

طارق رمضان مسلمانوں کو تلقین کرتے ہیں کہ وہ اپنے معاشرے کی طرف توجہ دیں۔ اگر جدوجہد کرنی ہے تو معاشرے سے غربت، جہالت، ناانصافی اور جرم کے خاتمے کے لیے جدوجہد جہاد کریں۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جدوجہد کرنے کا مطلب یہی ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

"To struggle on the path of God means mobilizing all human forces to direct all one's efforts, to give oneself and one's possessions in order to end all the adversities of injustice, poverty, illiteracy, crime and exclusion"(4)

"اللہ تعالیٰ کی راہ میں جدوجہد کا مطلب یہ ہے کہ انسانی قوتوں کو متحرک کرنا اپنی کوششوں کے لیے اپنی ملکیت کے لیے ناانصافی، جہالت، غربت اور جرم کے خاتمہ کے لیے۔"

ایک اور جگہ طارق رمضان معاشرتی جہاد کی تلقین کرتے ہوئے اور معاشرتی جہاد کو اسلام کا مکمل پیغام قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"Our enemies, today in the path of God, can be identifies as hunger. Unemployment, Exploitation, Crime and drug addiction and they require an intense cffort, a continuous struggle - a total Jihād from each and every one of us how many Muslims want to fight' over there' want to offer themselves up, in a most sincere fashion, for the cause of Islam, and who, filled with this intension, forget or remain blind to the struggle that must be waged here to the causes which must be defended in one's neighborhood, in one's city, in one's country? This Jihād is a Jihād for God and for life, so that each person can benefit from their rights: the entirety of the message of Islam carries this exigency at the 3 same time as its necessary realization"(5)

"آج خدا کی راہ میں ہمارے دشمنوں کی شناخت اس طرح ہے کہ وہ بھوک، بے روزگاری، استحصال، جرم اور نشے کی لت ہے اور یہ چیز تقاضا کرتی ہے ہم میں سے ہر ایک سے ایک کوشش کا، مسلسل جدوجہد کا، ایک مکمل جہاد کا۔ کتنے مسلمان یہاں لڑنا چاہتے ہیں، انتہائی خلوص کے ساتھ اسلام کی خدمت کے لیے اپنے آپ کو شش کرتے ہیں؟ اور جو ارادہ رکھتے ہیں لیکن بھول جاتے ہیں اور جدوجہد چھوڑ دیتے ہیں جو یہاں ہونی چاہیے۔ ان وجوہات کے لیے جن کا دفاع کرنا چاہیے۔ اپنے پڑوس میں، اپنے

شہر میں، اپنے ملک میں۔ یہ جہاد خدا کے لیے ہے اور اپنی زندگی کے لیے ہے تاکہ ہر کوئی اپنے حقوق سے استفادہ کر سکے، اسلام کا یہی مکمل پیغام ہے۔ ہمیں اس پیغام کو سمجھنا چاہیے اور محسوس کرنا چاہیے۔"

طارق رمضان معاشرتی جہاد کے بارے میں کہتے ہیں کہ معاشرتی جہاد کے ذریعے سے ہی ہم لوگوں کے ہاتھوں سے ہتھیار دور کر سکتے ہیں۔ جب لوگوں کو یکساں انصاف ملے گا تو یہ امید کی جاسکتی ہے کہ لوگ ہتھیار پھینک دیں گے کیونکہ لوگ ہتھیار تب اٹھاتے ہیں جب ان کے حقوق کی پامالی کی جاتی ہے جب لوگوں کو یکساں انصاف نہیں ملتا۔ تب لوگ اپنے حقوق کے لیے اور انصاف کے لیے ہتھیار اٹھاتے ہیں۔ اس لیے ان لوگوں کے ہاتھوں سے ہتھیار دور کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ ہے معاشرتی جہاد۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"Can we call on people to mobilize for more justice, as much social as political and economic, because it appears to us the only means of giving humans the rights which will lead them to lay down their weapons? This effort would be the literal translation of the word Jihād... it is the testimony of a heart driven by faith and of a conscience shaped by responsibility" (6)

"کیا ہم لوگوں کو زیادہ انصاف کے لیے متحرک کر سکتے ہیں معاشرتی، سیاسی اور معاشی طور پر کیونکہ ہمیں لگتا ہے کہ یہ واحد ذریعہ ہے کہ لوگوں کو ان کے حقوق دے کر یہ امید کی جائے کہ وہ ہتھیار پھینک دیں گے۔ یہ کوشش لفظ جہاد کا صحیح صرف جانی ومالی نقصان ہوتا ہے۔ لہٰذا اسی نقصان سے بچنے کے لیے ہمیں چاہیے کہ ہم تاریخ کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے تمام معاملات باہمی گفتگو اور رضامندی سے حل کریں۔ اور کہتے ہیں کہ ہماری خواہش ہے کہ لوگوں میں اتنا بڑا پن آجائے کہ وہ اپنے مسائل بغیر خون خرابے کے حل کر سکے۔"

طارق رمضان مذاکرات، گفتگو اور بحث ومباحثہ سے معاملات کو سلجھانے کی تلقین کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ جہاد کا مطلب صرف لڑنا ہی نہیں ہے بلکہ جہاد کا معنی جدوجہد کرنا ہے۔ جدوجہد سے مراد وہ بھی جدوجہد ہے جو ہم نیک اعمال میں کرتے ہیں۔ لوگوں کو جدوجہد کرنی چاہیے اپنے حقوق کے لیے اور پھر جدوجہد کرنی چاہیے دوسروں کے حقوق کے لیے اور لوگوں کو اپنے معاملات لڑائی جھگڑے اور جنگ کی بجائے باہمی بات چیت، بحث ومباحثہ سے حل کرنے چاہیے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: "فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا"(7)

"پس تو ان کافروں کا کہنا مان اور تو اس (قرآن کی دعوت اور دلائل) کے ذریعے ان کے ساتھ بڑا جہاد کر۔"

"Mentioned here is an understanding of struggle, which is of an intellectual, scientific nature based on dialogue, discussion and debate: the Qurʿan, in both its form and content, appears as a weapon in the hands of Muslims. On another front, the prophet (S.A.W) himself presented an extensive explanation of the term when he affirmed, for example, that the pilgrimage is a Jihād we gather from this that the efforts and suffering endured by the faithful during their days in Mecca when they respond to the call of their creator, are a Jihād on the path of God."(8)

''اس آیت میں جد وجہد کی تفہیم کو بیان کیا گیا ہے کہ اس جد وجہد کو سمجھے جو کہ ذہنی اور سائنسی نوعیت کی ہے جس کی بنیاد مذاکرات، گفتگو اور بحث و مباحثہ ہے۔ قرآن پاک اپنی شکل اور مواد کے حوالے سے مسلمانوں کے ہاتھ میں ایک ہتھیار کی طرح ہے۔ ایک اور محاذ پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حج بھی ایک جہاد ہے۔ اس سے ہم اخذ کرتے ہیں کہ وہ کوشش اور تکلیفیں جو ہم برداشت کرتے ہیں مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران جب لوگ اپنے خالق کے بلاوے پر جاتے ہیں یہ اللہ کی راہ میں جہاد ہے۔''

اس تمام بحث سے ثابت ہوتا ہے کہ طارق رمضان معاشرتی جہاد کے کسی قدر قائل ہیں اور وہ لوگوں کو بھی معاشرتی جہاد کی تلقین کرتے ہیں کہ لوگ جنگ کی بجائے معاشرے کو ٹھیک کرے۔ اس کے ساتھ وہ لوگوں کو مذاکرات، گفتگو سے اپنے مسائل حل کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔

طارق رمضان لکھتے ہیں:

"As Muslims, we must realize that we are called upon to take reality into account. We must understand our own nature and all that composes it beautiful and the less than beautiful we must always pursue peace, but also prepare ourselves for the struggle against injustices and oppression in this sense, the duty of resistance is extremely important in Islam. Note, we are clearly saying resistance and not compulsion or opposition" (9)

''مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمیں اس حقیقت کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی فطرت کو سمجھنا چاہیے اور ان تمام چیزوں کو جن سے یہ بنی ہے بعض خوبصورت ہیں اور بعض خوبصورت سے کچھ کم ہیں ہمیں ان کی جستجو کرنی چاہیے لیکن اپنے آپ کو تیار رکھنا چاہیے ناانصافی اور جارحیت کے خلاف جد وجہد کے لیے اس حوالے سے مزاحمت کا فریضہ اسلام میں بہت اہمیت رکھتا ہے۔ نوٹ کریں ہم مزاحمت کی بات کرتے ہیں مخالف اور جبر کی نہیں۔''

اسلام تحمل و برداشت کا درس دیتا ہے مگر اس کے ساتھ اسلام نے سختی برتنے کا بھی حکم دیا ہے کہ اگر کوئی تم سے تمہارے انسانی حقوق ضبط کرے، ظلم ستم ڈھائے اور تمہاری جائز ملکیتوں سے تمہیں بے دخل کر دے۔ تم سے ایمان اور ضمیر کی آزادی ختم کر کے تمہیں دین کے مطابق زندگی گزارنے سے روکے، تمہارے نظامِ زندگی کو نیست و نابود کرنا چاہے تو اس کے مقابلے میں ہر گز کمزوری مت دکھاؤ اور پوری طاقت سے اس کے اس ظلم کے دفاع میں صرف کر دو۔

طارق رمضان نے ''Jihād, Violence, War and peace in Islam'' میں ایک باب قائم کیا ہے۔ The Five Conditions of Resistance جس کا نام ہے:

1. Was as a system of Defense (جنگ دفاع کے طور پر)
2. Freedom of Religious (مذہب کی آزادی)

3. Freedom of Expression　(اظہار رائے کی آزادی)

4. Respecting Sealed Peats　(معاہدے کا احترام)

5. The Duty of Solidarity　(یکجہتی کی ذمہ داری)

ا۔ جنگ دفاع کے طور پر

یہ پانچ شرائط بیان کی ہے جن میں مزاحمت کرنا ضروری ہوتا ہے۔ چنانچہ طارق رمضان (جنگ کے دفاع کے طور پر) کے بارے میں لکھتے ہیں:

"The first verse concerning was revealed, according to the sayings of Abu Bakr and other companions, during the second year of the hijra. This is in and of itsell, very instructive during the persecution that the Muslims underwent in Mecca, it was a matter not of was, but rather of resistance, of faith (Iman) in the reverential recognition of God (Taqwa) of personal elforts (Jihād an - nafs) of perseverance in the midst of an ordeal once settled in medina, the Muslims Picard these words."[10]

"أُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ"[11]

"جن لوگوں سے جنگ کی جارہی ہے انہیں جنگ کی اجازت دے دی گئی کیوں کہ وہ مظلوم ہیں اور اللہ ان کی مدد پر یقیناً قدرت رکھتا ہے۔"

پہلی آیت جو نازل ہوئی جنگ کے متعلق وہ حضرت ابو بکرؓ و دیگر صحابہ اکرام کے مطابق ہجرت کے دوسرے سال نازل ہوئی۔ یہ آیت خود اپنے آپ میں بہت نصیحت آموز ہے ان تکلیفوں کے دوران جو مکہ میں مسلمانوں کو اٹھانا پڑی یہ جنگ کا معاملہ نہیں تھا بلکہ مزاحمت تھی ان کے ایمان کی تقویٰ کے لیے اور جہاد النفس بھی اس میں شامل تھی اور آزمائش کے دوران عزم و ہمت کو برقرار رکھنا تھا۔ مدینہ میں سیٹل ہونے کے بعد مسلمانوں نے یہ الفاظ سنے۔ جن لوگوں سے جنگ کی جارہی ہے انہیں جنگ کی اجازت دے دی گئی کیوں کہ وہ مظلوم ہیں اور اللہ ان کی مدد پر یقیناً قدرت رکھتا ہے۔ آگے لکھتے ہیں:

"It is permitted for them to react and defend themselves when they are unjustly attacked"[12]

" ان کو اجازت دی گئی کہ وہ جوابی حملہ کرے اور اپنا دفاع کریں جب ان پر حملہ کیا جائے۔"

"The prophet (saw) said:
He who dies in defense of his money, his country, his family or in defense of his religion or possessions, is considered a martyr it is therefore not simply a question of faith. The prophet (S.W.A) refers to legitimate defense in all domains where an assault, theft or oppression can occur."[13]

"آپ ﷺ نے فرمایا: جو مر جاتا ہے دفاع کرتے ہوئے اپنے مال کا، اپنے ملک کا اپنے گھر والوں کا، اپنے مذہب کا اور اپنی

ملکیت کا تو وہ شہیدوں میں شامل ہوگا اس کو شہید سمجھا جائے گا۔ یہ محض عقیدے کا ہی سوال نہیں ہے آپ ﷺ نے قانونی دفاع کا حوالہ دیا ہے۔ تمام معاملات میں جب کوئی، حملہ، چوری یا ظلم واقعہ ہو سکتا ہو۔''

"Pe After the patient exhortation just as the resistance of the Muslims was patient in the peace of Meccan injustice after the recommendation of words of peace, when there is no other option, the entering into was is legitimate in the defense of one's religion, life and possessions. There is noting here which is not rationally obvious and we understand through these verses and these sayings the concept of a human being within islam. One must learn to resist the violent, aggressive and unjust outbursts of human beings, here, resistance is a factor creating balance between people, Muslim or not."(14)

''حلیم نصیحت کے بعد جیسے کہ مسلمانوں کی مزاحمت حلیم تھی۔ مکہ والوں کی ناانصافی کے جواب میں جب کوئی راستہ نہ رہا پھر جنگ کرنے کو قانونی قرار دیا اپنے مذہب، زندگی اور ملکیت کے دفاع کے لیے یہاں پر ایسی کوئی بھی چیز نہیں جو عقلی طور پر واضح نہ ہو اور ہم ان آیات کے ذریعے سے اسلام کے اندر انسانیت کے تصور کو سمجھتے ہیں ہمیں مزاحمت کرنا سیکھنا چاہیے تشدد، جارحیت اور ناانصافی کے طوفانوں کے سامنے یہاں مزاحمت ایک توازن پیدا کرنے والا عنصر ہے۔ مسلمانوں غیر مسلموں اور لوگوں کے درمیان۔''

۲۔مذہب کی آزادی

مذہب کی آزادی کے لیے مزاحمت کے بارے میں طارق رمضان لکھتے ہیں:

"The second condition is more specific then the first and is, expressed through the idea of defending freedom of faith. Conscience and worship. This important condition is reflected upon in the following verses" (15)

''وَ قٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ''(16)

"If someone is denied the freedom of practicing their religion and persecuted for their faith, they must resist. However this does not mean they may reach for arms to implement justice"(17)

دوسری شرط (مذہب کی آزادی) زیادہ اہم ہے۔ پہلی کی نسبت (جنگ دفاع کے طور پر) یہ شرط (مذہب کی آزادی) عقیدت کی، عبادت کی اور ضمیر کی آزادی اور تحفظ کا نظریہ پیش کرتی ہے اس کی اہمیت نیچے دی گئی آیت سے واضح ہوتی ہے۔

''اور ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فتنہ باقی نہ رہے اور ایک اللہ کی عبادت ہو اگر وہ باز آجائیں تو زیادتی نہیں مگر ظالموں پر''۔ اگر کسی کی مذہبی آزادی میں رکاوٹ ڈالی جائے اور عقیدے کی وجہ سے اذیت دی جائے تو اسے مزاحمت کرنی چاہیے تاہم اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ وہ ہتھیار اٹھالیں اور انصاف کو نافذ کریں"۔

طارق رمضان مذہب کی آزادی کے بارے میں مزید لکھتے ہیں کہ جہاں تک ممکن ہو لوگوں کو ایک دوسرے کے ساتھ کھلے تعلقات اور دوستانہ تعلقات رکھنے چاہیے۔ تاکہ لوگ ایک دوسرے کی سوچ کو سمجھ سکیں اور ایک دوسرے کے عقیدے اور

مذہب کے بارے میں جان سکیں۔ اگر لوگوں کو ان کے مذہب اور عقیدے کی وجہ سے اذیت دی جا رہی ہے تو اسے مزاحمت کرنے کا مکمل حق حاصل ہے اور مزاحمت کی نوعیت کیسی ہونی چاہیے اور اس کو ہتھیار کب استعمال کرنے چاہیے چنانچہ لکھتے ہیں:

"Wherever possible, it is necessary to establish open, respectful and friendly relations with those around us to increase mutual understanding, if a man or a woman is obviously persecuted for his or her religion, he or she has the right to resist. This resistance should be relative to the oppression or persecution being faced: weapons are the last recourse if all other routes are inoperable, and where there is a total denial of rights and / or we are suffering under an unjust and cradicating regime. Muslims must then react and resist"(18)

"جہاں تک ممکن ہو یہ ضروری ہے کہ ہم کھلے قابل عزت اور دوستانہ تعلقات قائم کرے ان کے ساتھ جو ہمارے ارد گرد ہیں تاکہ باہمی سوچ سمجھ کو بڑھایا جاسکے۔ اگر کسی مرد/عورت کو واضح طور پر اس کے مذہب کی وجہ سے اذیت دی جا رہی ہو تو اسی مرد/عورت کو مزاحمت کا حق حاصل ہے۔ یہ مزاحمت اس ظلم / جارحیت کے مطابق ہونی چاہے جس کا سامنا کیا جا رہا ہے۔ ہتھیار آخری حربہ ہونا چاہیے اور دوسرے تمام راستے بند ہو جائیں۔ جہاں حقوق کو مکمل پامال کیا جاتا ہو یا ہمیں ایک غیر منصف ناانصافی پر مبنی دور حکومت کا سامنا ہو۔ مسلمانوں کو پھر ردعمل اور مزاحمت کرنی چاہیے۔"

۳۔اظہار رائے کی آزادی

ڈاکٹر مضان اظہار رائے کی آزادی کے متعلق لکھتے ہیں کہ اگر آپ کو اظہار رائے کی آزادی حاصل نہیں ہے تو آپ پھر بھی مزاحمت کر سکتے ہیں۔ اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ آپ کو اپنے مذہب کی تائید کا حق حاصل نہیں تو آپ مزاحمت کر سکتے ہیں اگرچہ امن ہماری پہلی ترجیح ہے لیکن اگر کوئی شخص آپ سے اظہار رائے کی آزادی چھیننے کی کوشش کرے تو اس کے خلاف مزاحمت کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"Today our intimate connection to this universal message renders necessary the condition of being able to testify this corresponds currently to what we refer to as freedom of expression. He who, weapons in hand, desires to impose silence on us while aflirming you do not have the right which comes from freedom of expression, this right must be guaranteed to us just as we must guarantee it to other: with respect for other people's convictions, everyone has a right to express themselves freely. Muslims or not. It is therefore necessary to resist any person, wherever and whoever they may be, who says: you cannot state who you are. You do not have the rights express you faith and your opinions of course peace is our most ardent desire: but if we are fought, we would have to clearly manifest our duty to resist, it must be no less evident than the fact that testifying to one's religion does not mean forcing people to embrace the Muslim religion."(19)

"لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ يُؤْمِن بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ" ([20])

"آج اس عالمگیر پیغام (اظہار رائے کی آزادی) سے ہمارا بڑا گہرا تعلق ہے۔ جو یہ شرط ضروری قرار دیتا ہے کہ ہم اس (اظہار رائے کی آزادی) کی تصدیق/تائید کرنے کے قابل ہوں۔ اس شرط کا تعلق اظہار رائے کی آزادی سے ہے۔ وہ جو ہاتھ میں ہتھیار لٹکائے پھرتا ہے وہ ہم پر خاموشی مسلط کرنا چاہتا ہے اور اس بات کو پختہ کرنا چاہتا ہے کہ آپ کو اپنے مذہب کی تائید/تصدیق کا حق حاصل نہیں ہے یہ اس بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہے جو حق اظہار رائے کی آزادی سے ملتا ہے یہ حق ہمیں ضرور ملنا چاہیے اور ہمیں دوسروں کے لیے بھی اس کا ضرور اہتمام کرنا چاہیے ہر ایک کو اظہار رائے کی آزادی کا حق حاصل ہے مسلم ہو یا غیر مسلم۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم ہر اس شخص کی مزاحمت کریں چاہے وہ کوئی بھی ہو، جہاں بھی ہو۔ جو یہ کہتے ہیں کہ آپ بیان نہیں کر سکتے اپنے آپ کو کہ آپ کون ہو کہاں ہو آپ کو اپنے عقیدے اور رائے کے اظہار کا بھی حق حاصل نہیں ہے۔ یقیناً امن ہماری بڑی شدید خواہش ہے لیکن اگر کوئی ہمارے ساتھ لڑے تو ہمیں مزاحمت کا فریضہ ادا کرنا ہوگا۔ یہ کسی طرح بھی ایک حقیقت سے کم نہیں ہے اور اپنے مذہب کی تائید/تصدیق کا یہ مطلب بھی نہیں کہ آپ لوگوں کو زبردستی اسلام قبول کروائیں۔ "کچھ زبردستی نہیں دین میں بے شک خوب جدا ہو گئی ہے نیک راہ گمراہی سے تو جو شیطان کو نہ مانے اور اللہ پر ایمان لائے اس نے بڑی محکم گرہ تھامی جسے کبھی کھلنا نہیں اور اللہ سنتا جانتا ہے۔"

۴۔ معاہدے کا احترام

طارق رمضان کہتے ہیں جن قوموں یا قبائل کے ساتھ آپ کا معاہدہ ہو گیا ہو۔ لیکن پھر معاہدے کی خلاف ورزی کریں تو آپ کو ان کے خلاف مزاحمت کا حق حاصل ہے اور آپ کو ان کے خلاف مزاحمت کرنی چاہیے۔ وفائے عہد نہ کرنے والوں کے خلاف مزاحمت کرنے کے بارے میں طارق رمضان لکھتے ہیں:

"The prophet (S.A.W) established certain pacts, the respect of which is presented as fundamental ion the Qurʿan-whoever betrays a pact-as was the case with certain tribes who violated the agreement established with the community of Medina-commits one of the most serious offences. It is undoubtedly a matter of high treason and in this case the pact is broken. Permission is thus given to the Muslim to enter into was against those who breached their pacts, this is what the prophet (S.A.W) had to do many times, in particular following the treaty of Hudabiyya at the moment of entry into Mecca[21]

"آپ ﷺ نے کئی معاہدے کئے معاہدے کا احترام قرآن پاک میں بنیادی قرار دیا گیا ہے۔ جو کوئی معاہدے کی خلاف ورزی کرتا ہے جیسا کہ کچھ قبائل نے کیا۔ جنہوں نے معاہدے کی خلاف ورزی کی جو اہل مدینہ کے ساتھ کیا گیا تھا جو بہت سنگین جرم تھا۔ بلاشبہ یہ ایک بہت بڑی بغاوت تھی اس صورتحال میں معاہدہ کو توڑ دیا گیا۔ مسلمانوں کو اجازت دی گئی کہ وہ جنگ کریں ان کے ساتھ جنہوں نے معاہدہ توڑا۔ رسول ﷺ نے ایسا کئی دفعہ کیا۔ خاص طور پر صلح حدیبیہ کے بعد مکہ مکرمہ

میں داخل ہوتے وقت۔"

۵۔ یکجہتی کی ذمہ داری

یہ آخری شرط ہے جو طارق رمضان بیان کرتے ہیں جس میں مزاحمت کرنا ضروری ہوتا ہے۔ لیکن وہ اس شرط کے بارے میں کہتے ہیں کہ اگر کسی قوم کے ساتھ ہمارا معاہدہ ہے تو پھر ہمیں معاہدہ پورا کرنا چاہیے پھر ہمیں ان کے خلاف مزاحمت نہیں کرنی چاہیے۔ اگر ہمارا دوسری قوم کے ساتھ معاہدہ نہیں ہے اور کوئی مسلمان آپ کو اپنی مدد کے لیے پکارتا ہے تو پھر یہ یکجہتی کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بھائی کی مدد کرنے کے لیے مزاحمت نہیں کر سکتے بلکہ آپ معاہدے کی پاسداری کریں گے۔

طارق رمضان مدافعانہ جہاد کی حمایت کرتے ہوئے اور جو لوگ اسلام کو جنگ اور نفرت کا مذہب کہتے ہیں ان کو رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"It is essential that we undertake the effort to explain this because throughout the world some Muslims confirm, through their behavior, the view that Islam is a religion of was and hatred, yet we have just stated that Islam requires resistance in front of God-for justice, with determination unequivocally" ([22])

"یہ ضروری ہے کہ ہم اپنے ذمہ کوشش کی وضاحت کرلیں کیونکہ پوری دنیا میں کچھ مسلمان ہیں جو اپنے رویے کے ذریعے اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ اسلام جنگ اور نفرت کا مذہب ہے۔ ہم نے ابھی بیان کیا ہے کہ اسلام مزاحمت کا تقاضا کرتا ہے۔ واضح طور پر امن کے لیے، انصاف کے لیے پختہ ارادے کے ساتھ"۔

شہید کے بارے میں طارق رمضان اپنا نقطہ نظر بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"Much has been written about the martyr" and it's supposed "culs" in Islam. In light of our writings, the issues are clearer resisting in the name of one's faith and one's conscience against all oppressions all dictators and unjust colonizers, to the point of sacrificing one's own life in necessary, is a recommendation backed by the Qurʿanic message. It is not about romanticizing resistance, nor about a cult of the martyr, but it clearly concerns the meaning given to life as a testimony, for each and every one of us, of the valves we carry whoever dies in the struggle for resistance is named 'shahid ' literally in Arabic, he / she bears testimony. Is this to say that in the name of possible sacrifice of one's life for one's faith and conscience, one may behave in any which way? No, absolutely not. And the conditions that we have mentioned remain the rule." ([23])

"شہید کے بارے میں بہت کچھ لکھا گیا ہے اور شہادت اسلام کا اہم رکن ہے ان تحریروں کی روشنی میں معاملات بہت واضح ہیں۔ عقیدے اور ضمیر کے نام پر ظالم اور جابر حکمرانوں کے سامنے / خلاف اس حد تک مزاحمت کی جائے گی انہیں جان کی قربانی بھی دینی پڑے تو یہ عین قرآن کے پیغام کے مطابق ہے۔ یہ مزاحمت کو اور شہید کو بڑھا چڑھا کر کرنے کی بات نہیں ہے بلکہ واضح طور پر اس کا مطلب گواہی دینا ہے۔ ہم میں سے ہر کوئی ان روایات کو جانتا ہے جن کے ہم حامل ہیں جو کوئی اس

مزاحمت کی جدوجہد میں مر جاتا ہے اسے شہید کا نام دیا گیا ہے۔ عربی میں شہید کا مطلب یہ ہے کہ جو گواہی دے۔ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ ممکنہ قربانی کے نام پر کوئی شخص جو مرضی کرے؟ نہیں بالکل ایسا نہیں ہے وہ شرائط جن کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں قانون وہی ہے"۔

طارق رمضان کے تصور جہاد سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ طارق رمضان معاشرتی اور مدافعانہ جہاد کے قائل ہیں۔ طارق رمضان اقدامانہ جہاد کے بالکل بھی قائل نہیں ہے کیونکہ انہوں نے کسی بھی جگہ اقدامانہ جہاد کا ذکر نہیں کیا ہو سکتا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہو کہ وہ مغرب اور مسلمانوں کے درمیان خلاء کو پُر کرنا چاہتے ہو۔ مغرب کے جہاد کے متعلق جو شکوک و شبہات ہیں ان کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ جن ذہنوں میں یہ شکوک و شبہات ہیں کہ اسلامی جہاد صرف غیر مسلموں کو ختم کرنے کے لیے کی جاتی ہے ان کو یہ پیغام دیا جائے کہ جہاد مسلمان صرف اپنا دفاع کرنے کے لیے کرتے ہیں نہ کہ غیر مسلموں کو ختم کرنے کے لیے۔ جنگ عظیم دوم کے متعلق طارق رمضان لکھتے ہیں:

“Today, 40000 people die of hunger every day, of which approximately 10000 die to debt. Never has a world order, well before the emergence of powerful technologies or globalization, caused as many deaths as in the last two centuries and more particularly in recent times. The calculations are simple every two days, the current death toll is equivalent to the motility caused by the Hiroshima bomb. The reality of the world is that this violence does not occur through weapons”.([24])

'' آج چالیس ہزار لوگ ہر روز بھوک کی وجہ سے مرتے ہیں اور تقریباً دس ہزار قرض کی وجہ سے۔ ورلڈ آڈر سے پہلے کبھی بھی عالمی سطح پر اتنی طاقت ور ٹیکنالوجی برآمد نہیں ہوئی۔ جو گزشتہ دو صدیوں میں کچھ اموات کی وجہ بنی ہو اور زیادہ خاص طور پر موجودہ وقت میں، آسان حساب کے مطابق ہر دوسرے دن موجودہ شرح اموات کی وجہ ہیروشیما بم ہے اور دنیا کی اصلی حقیقت یہ ہے کہ وہ کہتی ہے کہ تشدد ہتھیاروں کے ذریعے نہیں پھیلا۔''

ایٹم بم حملے کے بارے میں طارق رمضان کہتے ہیں کہ اس کے اثرات آج بھی موجود ہیں۔ ہیروشیما میں آج بھی دوسرے دن جو موت ہوتی ہے اس کی وجہ ہیروشیما پر گرایا گیا ایٹم بم ہے اور دنیا یہ کہتی ہے کہ تشدد ہتھیاروں نے نہیں پھیلایا بلکہ مسلمانوں نے تشدد کو دنیا میں پھیلایا ہے۔

خلاصہ بحث

اسلام میں انسانی حقوق کو بنیادی اہمیت حاصل ہے اور یہ کہ اسلام میں ایک انسان بحیثیت انسان قابل احترام اور انسانی حقوق کا مکمل حقدار ہے اور یہ حق اسلام نے انسانیت کو ساڑھے چودہ سو سال پہلے نوازا ہے، اور ساتھ ساتھ ان حقوق کی ادائیگی کے حوالہ سے ایک مربوط میکنزم متعارف کرایا ہے۔ عالمی معاشرے میں انسانی حقوق کے حوالے سے کافی بحث موجود ہے تاہم اگر اسلام کا مکمل مطالعہ کیا جائے تو وہ ان تمام حقوق کی مکمل وضاحت کرتا ہے اگر کوئی غیر مسلم مسلمان کے حقوق پامال کرتا

ہے تو جواب میں مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ ان کے حقوق پامال کرے کیونکہ بحیثیت مسلمان اس وقت بھی دوسروں کے حقوق کی ادائیگی کا حکم دیتا ہے۔ڈاکٹر طارق رمضان نے عالمی سطح پر اسلام کے دفاع اور پذیرائی اور اسلام سے متعلق پیدا شدہ غلط فہمیوں کے ازالے کے لیے خاطر خواہ کام کیا ہے آپ نے اسلام، اسلاموفوبیا، جہاد کے صحیح معنوں کی وضاحت کی ہے اور مغرب کے اسلام پر الزامات کے مفصل جوابات دینے کی بھرپور کوشش کی ہے۔

حوالہ جات

[1] www.dr Tariq ramdan-darule bureau.com, Access on 08-09-2022(3:30).

[2] Tariq Ramadan: Jihād, Islam and the Arab, Oxford Printing press, Uk, 2017,P:15.16

[3] Ibid, p.35

[4] Ibid,P.64

[5] Ibid, P.66

[6] Ibid, P.70

[7] الفرقان(۲۵):52

[8] Tariq Ramadan: Jihād, Violence war and peace in Islam, p.65

[9] Ibid, P.38

[10] Ibid, P.39

[11] الحج(۲۲): ۳۹

[12] Tariq Ramadan: Jihād, Violence war and peace in Islam, P.40

[13] Ibid, P.41

[14] Ibid, P.42

[15] Ibid, P. 42-43

[16] البقرہ(۲) : ۱۹۳

[17] Tariq Ramadan: Jihād, Violence war and peace in Islam, P.44

[18] Ibid, P.44

[19] Ibid, P.46-47

[20] البقرہ(۲): ۲۵۶

[21] Tariq Ramadan: Jihād, Violence war and peace in Islam, P.48

[22] Ibid, P.54

[23] Ibid, P.60-61

[24] Ibid, P16